آب حیات کی تنقیدی اہمیت

اردو زبان کی تاریخ سب سے پہلے آب حیات نے پیش کی اور لسانی تحقیق کا راستہ ہموار کیا۔ گرچہ آب حیات کے بعد اردو زبان کی لسانی تحقیق سے متعلق مباحث ملتے ہیں لیکن آب حیات کا طرز بحث اب بھی بعض حیثیتوں سے جدا ہے۔ اردو زبان نے فارسی انشا پردازی سے جو فائدے اٹھائے یعنی فارسی کی رنگینی اور تخیلی انشا پردازی کی تقلید سے جو نقصانات ہوئے اس کی طرف بھی سب سے پہلے توجہ آب حیات نے ہی دلائی۔ اردو نثر جو استعارے اور مبالغے کی کثرت سے بوجھل ہو رہی تھی اس میں سادگی اور اصلیت کی خوبیاں پیدا کرنا آب حیات کا کام ہے۔ اس کتاب نے جہاں ایک طرف فارسی کی پر تکلف انشا پردازی کا مقابلہ کر کے سادہ، فطری انداز بیان سے مقابلہ کر کے اردو نثر کی اصلاح کی ضرورت سمجھائی وہیں دوسری طرف ان کے دونوں کو سمو کر انشا پردازی کا ایک نیا اور بے مثل طرز پیش کیا۔ یہ اصولی اور علمی اور عملی تعلیم بہت مفید ثابت ہوئی۔ لوگوں نے آب حیات کے اختراع کیے ہوئے اصول کو پیش نظر رکھا اور آب حیات کے اسلوب بیان کو اپنے لیے نمونہ بنایا۔ اردو کے بہت سے نثاروں کے یہاں آب حیات کا رنگ اور طرز اسلوب جھلکتا ہے

اردو نثر کی طرح اردو شاعری کی اصلاح سازی میں بھی آب حیات کے کارنامے کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اردو شاعری بالخصوص اردو غزل کے نقائص کی طرف سب سے پہلے آزاد نے ہی توجہ دلائی۔ آزاد آب حیات میں لکھتے ہیں

"یہ اظہار قابل افسوس ہے کہ ہماری شاعری چند معمولی مطالب کے مضمونوں میں پھنس گئی ہے یعنی مضامین عاشقانہ، مے خواری مستانہ، بے گل و گلزار وہمی رنگ و بو کا پیدا کرنا، ہجر کی مصیبت کا رونا، وصل موہوم پر خوش ہونا، دنیا سے بیزاری، اسی میں فلک کی جفاکاری اور غضب یہ ہے کہ اگر کوئی اصل ماجرا بیان کرنا چاہتے ہیں تو بھی خیال استعاروں میں ادا کرتے ہیں۔ نتیجہ جس کا یہ کہ کچھ نہیں کر سکتے۔" (آب حیات صفحہ ۱۰)

اردو والوں نے بھی حسن و عشق کے مضامین کو اس قدر لیا کہ سنتے سنتے کان تھک گئے۔ وہی مقرر باتیں کہیں لفظوں کو ادل بدل کر بیٹھیں کرتے۔ اردو غزل گوئی کے خلاف جو احتجاج بازگشت بلند ہو رہی ہے وہ آزاد کے ہی بیانوں کی صدائے بازگشت ہیں

اسی طرح اردو ادیبوں میں سب سے پہلے محمد حسین آزاد نے ہی اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ اردو شاعری کو محض تفریح طبع کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے بلکہ اس سے سماجی اور سیاسی نظام کی اصلاح یا تبدیلی کا کام بھی لینا چاہیے۔ آب حیات جہاں ایک طرف اردو شاعری کے ارتقا کی تاریخ پیش کرتی ہے تو وہیں دوسری طرف ہماری سوسائٹی بالخصوص اس کے علمی و ادبی پہلو کا ایسا مکمل نقشہ دکھاتی ہے جس کی کوئی نظیر دوسری تصنیف نہیں پیش کر سکتی۔ آزاد جس وقت اردو زبان

اور شاعری کے مختلف ارتقائی دوروں پر نظر دوڑا رہے تھے اور ہر دور کے شعرا کے حالات قلمبند کر رہے تھے اس وقت جو سماں ان کے پیش نظر تھا وہ انہی کی زبانی سنئے

"اس زمانہ کے رنگ میں ان کی رفتار، گفتار، اوضاع، اطوار بلکہ اس زمانہ کے چال چلن پیش نظر تھے۔ جن میں انہوں نے زندگی بسر کی۔ ان کے جلسوں کے ماجرے اور جن لفظوں کے وہ معرکے جہاں طبیعتوں نے تکلف کے پردے اٹھا کر اپنے اصلی جوہر دکھا دیے۔ ان کے دلوں کی آزادیاں، وقتوں کی مجبوریاں، مزاجوں کی شوخیاں، طبیعتوں کی تیزیاں، کہیں گرمیاں، کہیں نرمیاں، کچھ خوش مزاجیاں، کچھ بد دماغیاں، غرض یہ سب باتیں میری آنکھوں میں اس طرح بصیرت کا سرمہ دیتی تھیں گویا وہی زمانہ اور وہی اہل زمانہ موجود ہیں"

آب حیات ص 2

محمد حسین آزاد نے اس سماں کی تصویر لفظوں میں اس طرح کھینچ دی ہے کہ وہی زمانہ اور وہی اہل زمانہ ہماری آنکھوں کے سامنے بھی منعکس ہو جاتے ہیں۔ ہم جس عہد کا حال پڑھتے ہیں اسی عہد میں پہنچ جاتے ہیں۔ اس عہد کے ممتاز شاعروں کو چلتے پھرتے ہنستے بولتے دیکھتے ہیں۔ ان کی زبان سنتے ہیں اور ان کا مزاج پہچان لیتے ہیں۔ ان کی خوشی اور غم میں شریک ہو جاتے ہیں۔ تصویر کشی اور انشاپردازی کا یہ کمال اردو کے کسی اور مصنف کے حصہ میں نہیں آیا۔

آب حیات میں ہر شاعر کے کلام سے تفصیلی بحث کی گنجائش نہیں تھی پھر بیشتر شاعروں کے کلام کی خصوصیت جتنی جامعیت سے بیان کی گئی ہے اور شاعروں کا مرتبہ متعین کرتے ہیں جس نکتہ رسی اور عمیق نگاہی سے کام لیا گیا ہے وہ کسی دوسرے تذکرہ شعرا میں نہیں ملتی ہیں۔

DR. IMRAN
Assitant Professor
Dept. of Urdu
SS College Jehanabad.